حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔قرآن وسنت کی روشنی میں

غلام یاسین رحیمی ☆

لفظ محبت کی تشریح:

قبل اس کے کہ اصل موضوع کو شروع کیا جائے مختصراً لفظ محبت اور عشق کی تشریح کردی جائے تو بہتر ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ رب ذوالجلال نے کائنات کی مختلف چیزوں کے درمیان ایک مقناطیسیت پیدا کی ہے اگر یہ چیز بے جان چیزوں کے درمیان ہو تو اس کو کشش کہتے ہیں۔اور اگر یہ کشش دو جانداروں کے درمیان ہو تو اس کو میلان کہتے ہیں۔مشہور ضرب المثل ہے۔ (الجنس یمیل الیٰ الجنس) یعنی ہر جنس اپنی جنس کی طرف میلان کرتی ہے۔یہی میلان جب زیادہ ہوتا ہے تو محبت کہلاتا ہے۔

امام غزالیؒ نے محبت کی تعریف اس طرح کی ہے کہ محبت طبیعت کا میلان ہے ایسی شئے کی طرف جس سے لذت حاصل ہوتی ہے۔

مولانا محمود محبت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ ''محبت مطالعہ جمال کے لیے باطن کا میلان ہے۔''[1]

لفظ عشق کا مختصر تعارف:

عشق کے لغوی معنی ہیں کسی شئے کے ساتھ دل کا وابستہ ہو جانا۔[2]

المنجد میں ہے کہ عشق و عشقاً و معشقاً ...... تعلق بہ قلبہ (یعنی جس کے ساتھ دل لگ جائے۔اور عشق کا لفظ ماخود ہے عشقہ سے اور وہ ایک پودا ہے جو سرسبز و شاداب ہوتا ہے لیکن پھر مرجھا جاتا ہے اور زرد پڑ جاتا ہے۔[3]

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا کہ قرآن پاک میں عشق کو فرطِ محبت سے تعبیر کیا گیا ہے پس ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''والذین امنوا اشد حبا للّٰہ ''

☆ ایم اے فائنل شعبہ القرآن والسنۃ

یعنی ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے۔[٤]

ابن منظور نے لسان العرب میں فرمایا ہے کہ عشق محبت کی زیادتی ہے (یہاں محبت اور عشق کی مختصر تشریح اس لیے کی ہے تاکہ اس پر نظر کرتے ہوئے ہم یہ دیکھ سکیں کہ عاشقینِ رسول کس درجہ کا عشق کرتے تھے)۔

اب ہم ذرا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تفصیلی نظر ڈالتے ہیں کہ کس طرح عاشقین صادقین نے اپنے محبوب آقا سید الانبیاء ختم الرسل سے عشق کیا تھا اور ایسی مقدس ذات سے عشق کرنے میں ان حضرات کو کتنا لطف آتا تھا اور بغیر کسی کی پرواہ کیے اپنی گردنیں کٹوا دیتے تھے۔

عشقِ رسول کے اسباب:

آخر یہ امت مسلمہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کس وجہ سے کرتی ہے اس پر بھی ہم مختصراً عرض کر دیتے ہیں۔محبت کے چند اسباب۔

سبب نمبر۱: محبوبِ رب ذوالجلال:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کی پہلی اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں جب خالق کون و مکان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے تو پھر مومن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں نہ محبت ہو، اللہ تعالیٰ کو آپ سے اتنی محبت ہے کہ:

... فقد اطاع اللّٰه .[٦] اور دوسری جگہ فرمایا من یطع اللّٰه و

[٧]

... اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت پر دلالت کرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ

...الوں کو اپنی بیعت قرار دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انما یبا یعون اللّٰه یداللّٰه فوق ایدیھم۔"[٨]

سبب نمبر۲: حسن و جمال:

کسی سے محبت کرنے کی دوسری وجہ اس کا حسن و جمال ہوتا ہے انسان خوبصورت شخصیت کو دیکھے یا خوبصورت چیز کو دیکھے یا خوبصورت منظر کو دیکھے تو دل بے اختیار اس کی طرف کھنچ جاتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا حسن و جمال عطا فرمایا تھا کہ ان کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے:" اللّٰہ جمیل ویُحب الجمال" یعنی اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے تو جس ذات کو اس نے اپنا محبوب بنایا اس ذات کو کتنا حسن و جمال عطا کیا ہوگا۔

نازاں ہے جس پر حُسن وہ حُسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپؐ کے قدموں کی دھول ہے ۹

جب دوسرا محبت کرنے کا سبب حسن و جمال ٹھہرا جو اس مقدس ذات میں کامل واکمل طور پر موجود تھا تو پھر اس ذات سے کیوں عشق نہ ہو۔

سبب نمبر۳: فضل وکمال:

کسی سے محبت کرنے کا تیسرا سبب فضل وکمال ہوتا ہے۔نبی اکرمؐ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا فضل وکمال عطا فرمایا تھا کہ قرآن پاک میں وارد ہوا:"وکان فضل اللّٰہ علیک عظیماً۔"ؕ

جب ذات بھی بابرکت ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکمال کے اعلیٰ درجے سے متصف ہو تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ اس ذات سے عشق نہ ہو۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسریٰ اور معراج کی فضیلت عطا فرمائی اپنے محبوب کو عرش پر بلا کر اپنے خزانے دکھائے اور دیدار سے نوازا اور پھر (فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ) کا اعزاز بخشا۔

اگر نبیؐ کے کمال کو مدِ نظر رکھا جائے اور سوچا جائے تو بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اس بات کی مستحق ہے کہ اس سے محبت کی جائے۔۱۰

سبب نمبر۴: احسانات ونوال:

محبت کرنے کی چوتھی وجہ کسی کے احسانات ہوتے ہیں، عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے۔ ''الانسان عبدالاحسان'': کہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت پر اتنے احسانات ہیں کہ ان کا احاطہ مشکل ہے۔ لہذا جو ذات بابرکت، مقدس اور محسن بھی ہو اس ذات سے عشق کیسے نہیں ہوسکتا۔ [۱۱]

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، تمام نعمتیں عطا کرنے کے باوجود کبھی کسی نعمت کا احسان نہیں جتلایا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو چوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر سب سے بڑا احسان تھا، صرف یہی احسان اللہ تعالیٰ نے جتلایا۔ اس سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت بھی معلوم ہو رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''لقد من اللّٰه علی المومنين اذبعث فيهم رسولاً من انفسهم.'' (الخ) [۱۲]

صحابہ کرام اور عشقِ رسولؐ:

صحابہ کرامؓ اس امت کے وہ خوش نصیب لوگ ہیں جنھوں نے نبی علیہ السلام کا دیدار کیا اور ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی۔ درحقیقت یہ سچے عشاق کی ایک جماعت تھی جنھیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے چُنا تھا کہ وہ محبوب کی اداؤں کو اپنائیں اور اپنے دل و دماغ میں پیوست کر کے اپنے بعد والوں تک پہنچائیں۔ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان پروانوں نے اپنے سچے عشق کا حق ادا کر کے دکھایا، کبھی کسی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا، اگر ان عشاق کو میدان کارزار میں دیکھیں تو ان میں سے پھر ہر ایک پروانہ وار اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت اور عشق کی وفا کرتے ہوئے گردنیں کٹواتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسی عشق میں اپنی بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرواتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس مقدس عشاق جماعت نے عشق کی پاداش میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا، خوبصورت بچپن ہو یا خوبصورت جوانی یا بڑھاپا ہو یا مال و دولت، جب بھی محبوب نے آواز دی تو فوراً ہی تمام عاشقین لبیک کا نعرہ لگاتے ہوئے پروانوں کی طرح جمع ہو گئے، اگر جان کی ضرورت پڑتی تو ہزاروں جانیں حاضر ہو جاتیں وہ دیکھو غزوہ بدر جو حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا تین سو تیرہ ۳۱۳ عشاق اپنے محبوب کے عشق میں گردنیں کٹوانے کے لیے سامنے کھڑے نظر آتے ہیں۔ ہر ایک کے دل میں عشق کی چنگاریاں

سلگ رہی ہیں اور ہر ایک کے دل میں یہ تمنا گردش کناں ہے کہ محبوب کے سامنے میرا کٹا ہوا سر لایا جائے ایسے ہزاروں نہیں لاکھوں عشاق تھے۔

اور غزوہ احد میں بھی ایک ہزار عشاق اپنی وفا پیش کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں، میدان میں کہیں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت نظر آرہی ہے۔۱۳ اور کہیں حضرت حنظلہؓ جام شہادت نوش فرمارہے ہیں۔۱۴ اور حضرت یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد تھے اسی عشق میں اپنی جان قربان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کہیں عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت اپنی گردنیں کٹواتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کہیں حضرت مصعب بن عمیر جیسے عظیم صحابی اسی عشق کی وفا میں اپنے پیارے محبوب کے سامنے اپنی گردن کا نذرانہ پیش کررہے ہیں۔۱۵

غرض جس میدان میں بھی دیکھیں یہی عشاق قربانیاں دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس امت کے سرخیل امام اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے آگے بڑھنے والے تھے۔ علامہ آلوسیؒ نے اپنی شاہکار تصنیف تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ: ''غار ثور میں داخل ہونے سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا (**والذی بعثک بالحق لاتدخل حتی ادخله فان کان فیه شئی نزل بی قبلک**) اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا آپ غار میں ہرگز داخل نہ ہوں جب تک میں اس میں داخل ہوکر جائزہ نہ لے لوں اگر اس میں کوئی موذی چیز ہو تو وہ آپ سے پہلے مجھ پر وارد ہو۔''

چنانچہ اس غار میں ایک سوراخ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا پاؤں رکھا اس میں سانپ تھا اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈس لیا، جب آپ کے جسم مبارک میں زہر کا اثر ہوا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ بقول علامہ آلوسی: ''ان کے آنسو گرنے لگے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی بنا پر انھوں نے اپنے پاؤں کو نہیں ہٹایا'' یہ دنیائے عشق کی بے مثال داستان ہے۔۱۶

عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکا ہی میں ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ایسے عاشق تھے کہ ہجرت کے وقت ان کا سارا گھرانہ اپنے پیارے محبوب کی خدمت میں مشغول تھا۔

عاشق صادق خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر میں ساتھ رہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر سارا دن قریش مکہ کے حالات کی خبر لیتے اور رات میں غارِ ثور پر آکر تمام حالات سے اپنے محبوب کو آگاہ کرتے اور فہیرہ نامی غلام سارا دن بکریاں چراتا۔ غارِ ثور میں آکر دودھ دے جاتا اور حضرت اسماء بنت ابوبکر چونکہ کم عمر تھیں وہ غارِ ثور میں کھانا پہنچاتیں جبکہ زوجہ ابوبکر گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا تیار کرتیں، کیا شان ہے ایسے عاشق صادق کی جس کا تمام گھرانہ عشق کی وفا نبھا رہا ہے۔ 17

ایک اور عاشق صادق کا تذکرہ کرتے چلیں جس کو دنیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی ہے جو بہت صاف اور سنجیدہ مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے ایمان سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویت بخشی۔ ایک مرتبہ دل میں اشکال پیدا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقت کو واضح فرمایا تو کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں پھر ساری زندگی اس پر جمے رہے، اسی عشق میں ساری زندگی گزار دی۔ اسی عاشق صادق کی اپنے پیارے محبوب سے محبت کی ایک جھلک ملاحظہ ہو جو ترمذی شریف میں موجود ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کا وظیفہ تین ہزار مقرر فرمایا اس پر ابن عمر نے پوچھا کہ آپ نے مجھ پر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح کیوں دی؟ وہ جنگ میں مجھ سے آگے نہیں رہے، جواب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسامہ تمہاری نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قریب تھے اور محبوب تھے اور اسامہ کا باپ تمہارے باپ کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ پیارا تھا، پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی۔ محبوب کے محبوب سے محبت کرنا یہ بھی عشق کی بے مثال داستان ہے۔

ایک اور عاشق صادق، باحیا، وفادار جس کو دنیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی ہے۔ حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندیؒ جامع المعجزات کے حوالے سے اس جلیل القدر عاشق رسول کے عشقِ صادق کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھر میں دعوت کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ان کے گھر کی طرف چلے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا راستہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی طرف دیکھتے رہے۔ صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجہ

دریافت کرنے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آج چوں کہ میرے گھر میں ایک مقدس ہستی آئی ہے تو میری خوشی کی انتہا نہیں رہی، میں نے نیت کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنے قدم اپنے گھر سے چل کر یہاں آئیں گے میں اتنے ہی غلام آزاد کروں گا۔ سبحان اللہ کیسی عشق کی بے مثال داستان ہے۔ ۱۹

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ چھوٹی عمر میں انسان میں خوف اور ڈر ہوتا ہے مگر عشق انسان کو نتائج سے بے پرواہ بنا دیتا ہے، ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بستر پر لٹا دیا اور فرمایا کہ صبح کو لوگوں کی امانتیں واپس کر دینا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلیری اور شجاعت کے ساتھ بے خوف وخطر چارپائی پر لیٹ گئے اور آپؐ کے حکم پر جان کی بازی لگا دینے پر آمادہ ہو گئے۔

امام بخاریؒ نے ایک عاشق صادق کا واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ احد میں لڑتے لڑتے بہت آگے نکل گئے جب اِدھر اُدھر نظر دوڑا کر دیکھا تو مسلمانوں کو پریشانی کے عالم میں پایا۔ پوچھا کیا ہوا جواب ملا کہ جن کے لیے لڑتے تھے وہی نہ رہے تو اب کس کے لیے لڑیں ہم نے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں، حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر تڑپ اُٹھے اور فرمایا کہ: ''اے لوگو! ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے چنانچہ آگے بڑھے اور لڑ کر شہادت پائی، جب ان کی لاش دیکھی گئی تو تلوار اور نیزے کے ۸۸ زخم تھے کوئی شخص ان کو نہ پہچان سکا، ان کی بہن نے انگلیوں سے ان کی پہچان کروائی قربان جائیے۔ ایسے عشق پر کہ جب محبوب کے جانے کی خبر سنی تو بغیر تحقیق کے عشق کی وفا میں شہادت کے جام پی لیے۔ ۲۰

امام مسلمؒ ایک عاشق صادق کے عشق کا نقشہ اس طرح کھینچتے ہیں کہ ایک صحابی غزوہ احد میں زخموں سے چور ہو گیا کسی نے پوچھا کہ آپ کو کیا چاہیے انھوں نے اتنی دیر میں آخری ہچکی لی اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی سبحان اللہ۔ ۲۱

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی ہے تمنا یہی ہے آرزو

صحابیات اور عشقِ رسول:

عشقِ رسول میں صحابیات نے بھی بہت اعلیٰ اور نمایاں مثالیں پیش کیں ان کے سینے عشق نبوی سے معمور تھے۔ اور ان کے پاکیزہ قلوب اس نعمت کے حصول پر مسرور تھے۔

جنگ احد میں یہ افواہ پھیلی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے۔ مدینہ کی عورتیں شدت غم سے روتی ہوئی گھروں سے باہر نکل آئیں اس طرح صحابیات کواس وقت تک اطمینان نہ ہوا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زندہ ہونے کی خبر نہ آئی، ان صحابیات نے بھی عشق رسول میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

ابوداؤد میں ایک روایت منقول ہے کہ حضرت سلمیٰؓ ایک صحابیہ تھیں انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی خدمت کی کہ خادمہ رسول ؐ کا لقب پایا، ان کی والدہ کے ایک غلام سفینہ تھے، انھوں نے اس شرط پر ان کو آزاد کرنا چاہا کہ وہ ساری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کریں گے حضرت سفینہ نے کہا کہ آپ یہ شرط نہ بھی لگاتیں تو بھی میں ساری زندگی اس در کی چاکری میں گزار دیتا۔[۲۲]

اور ایک عاشقہ صادقہ کا حال امام نسائی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ام عطیہ ایک عاشقۂ رسول صحابیہ تھیں، جب بھی آپؐ کا نام نامی اسم گرامی ان کی زبان پر آتا تو فرماتیں (بابی وامّی) میرے ماں باپ آپ پر قربان اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے دل میں عشق نبویؐ کی شدت کا کیا عالم ہوگا۔[۲۳]

ایک مرتبہ آپؐ نے پانی پی کر حضرت ام ہانیؓ کو عنایت فرمایا، انھوں نے عرض کیا کہ اگر چہ میں روزے سے ہوں لیکن آپ کا جھوٹا واپس کرنا پسند نہیں کرتی (مقصد یہ تھا کہ میں روزہ پھر قضا کرلوں گی اور پانی نوش کرلیا) یہ بھی عشق رسول ؐ کی بے مثال داستان ہے۔[۲۴]

امام ترمذیؒ امّ حذیفہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کی والدہ نے ان سے پوچھا کہ بیٹا تم مجھے اپنے کام میں مشغول نظر آتے ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کب کی تھی؟ انھوں نے کہا کہ اتنے دن پہلے اس پر والدہ نے ان کو سخت ڈانٹا اور سخت سست کہا انھوں نے عرض کیا کہ: ''میں ابھی جا کر مغرب کی نماز میں آپؐ سے مل لوں گا اور اپنے لیے اور آپ کے لیے استغفار کی درخواست کروں گا۔'' محبوب سے نہ ملنے کی وجہ سے ماں نے جو سچی عاشقہ تھیں کتنا ڈانٹا۔[۲۵]

ایک اور سچی عاشقہ صادقہ کا واقعہ نقل کرتے ہوئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس ؓ کی والدہ اُم سُلیم گھر کے بچوں کو شیشی دے کر بھیجتیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیلولہ فرمائیں اور آپؐ کے جسم مبارک پر پسینہ آئے تو اس کے قطرے شیشی میں جمع کرلیں چنانچہ وہ اس پسینہ کو اپنی خوشبو میں شامل کرتیں اور پھر اپنے جسم اور کپڑوں پر وہ خوشبو لگاتیں۔[۲۶]

یہاں تک تو کچھ مختصر تذکرہ ان عشاق صادقین کا تھا جنھوں نے اپنے پیارے محبوب کو اپنی آنکھوں سے

دیکھا اور وحی الٰہی کے مخاطب تھے، ایسی بابرکت حسین وجمیل مقدس ہستی کو جب آنکھوں سے دیکھا اور اس پر ایمان بھی لے آئے پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے دل میں عشق نہ ہو۔

اب ذرا چلتے ہیں ان عشاق کی طرف جنھوں نے اپنے محبوب کو دیکھا نہیں لیکن اس کے باوجود بھی عشق اتنا کہ دیکھنے والا حیران رہ جائے اور آپ ؐ کی ہر ادا پر مر مٹنے والا بن جائے۔

امام ابوحنیفہؒ جیسی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کی فضیلت کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ آپؐ نے بشارت دی تھی کہ اگر علم ثریا کے پاس ہو تو فارس کے کچھ لوگ اس کو حاصل کرلیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشن گوئی کے اولین مصداق علامہ سیوطیؒ اور ابن حجر مکی اور عام طور پر علماء نے امام ابوحنیفہ کو قرار دیا ہے۔ ۲۷

جب اللہ تعالیٰ نے ان کو چمکایا تو انھوں نے بھی آپؐ کے ساتھ عشق کا حق ادا کردیا کہ جب آپؐ کی احادیث (یعنی اپنے محبوب ؐ کی باتوں کو جمع کرنے کے لیے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام کتاب الآثار ہے اور مذہب حنفیہ کے فقہ کے مسائل کی بنیاد اسی کتاب پر ہے، اس کے علاوہ بھی امام صاحب نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری باتوں (احادیث) کو ہزاروں کی تعداد میں روایت کیا ہے، ملا علی قاری کی تحقیق کے مطابق امام صاحب نے ستر ہزار کے قریب (احادیث) نقل کی ہیں تاکہ محبوب کی باتیں محفوظ رہیں۔ ۲۸

اور ساتھ ساتھ اتباع سنت کے پیکر تھے اور عبادت کرنے لگتے تھے تو ساری رات اسی میں گذر جاتی۔ اسد بن عمر سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، اکثر ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کردیا کرتے تھے۔ یہ تھا اپنے محبوب کے ساتھ عشق۔ ۲۹

جیسے جیسے آگے چلتے جائیں گے عشاق صادقین کی ایک طویل فہرست سامنے آتی جائے گی۔ لیکن یہاں اتنا موقع نہیں کہ جملہ عاشقین صادقین کے عشق کو کامل طور پر منظرِ عام پر لایا جائے۔ اس کے لیے سینکڑوں کتابیں آپ کو مل جائیں گی میں تو صرف حکم کی تعمیل میں اکابرین کے ناقلین میں نام درج کراتے ہوئے صرف بعض گنے چُنے عاشقین صادقین کے عشق کی مختصر جھلک قلم بند کررہا ہوں تاکہ ان مقدس عشاق کے مختصر تعارف کرانے میں میرا بھی حصہ ہو جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ:

اگر ہم تھوڑا سا آگے چلتے ہیں تو ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نظر آتے ہیں جن کو عمر ثانی کا لقب ملا اور اپنے دور میں خلافت اسلامیہ کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ اس عاشق صادق نے اپنے پیارے محبوب ؐ کی سنتوں کے

احیاء کی طرف بہت توجہ کی۔ ابوبکر بن حزم جو ایک بہت بڑے عالم تھے ان کو لکھا کہ پیارے محبوبؐ کی جتنی احادیث آپ کو ملیں ان کو تحریری شکل میں لے آؤ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ علماء رخصت ہو جائیں گے تو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں بھی مٹ جائیں گی، کتنا عشق تھا اپنے محبوبؐ کی باتوں کو محفوظ کرنے کا۔[30]

تھوڑا سا اور آگے چلتے ہیں تو ہمیں حضرت حسن بصریؒ جیسا پیارا عاشق رسول نظر آتا ہے جنھوں نے خود حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر میں پرورش پائی، ہر وقت پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کے احیاء کے لیے سرگرداں رہتے، بڑی تڑپ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں لوگوں کو سناتے جو فوراً اثر کرتیں، ان کی باتوں کی تاثیر کے بارے میں لکھا ہے کہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کا کلام انبیاء علیھم السلام کے طرزِ کلام سے زیادہ مناسبت رکھتا تھا، ایسی مناسبت دوسرے واعظین کے کلام میں نہیں دیکھی گئی، اسی طرح ان کا طرزِ زندگی بھی صحابہ کرام اور پیارے محبوبؐ کی طرزِ زندگی سے بہت مشابہ تھا۔[31]

اسی طرح ہم تاریخ پر نظر دوڑاتے جائیں گے تو ہمیں ہزاروں عشاق نظر آئیں گے۔ کہیں امام غزالیؒ جیسا مدبر اور مفکر نظر آئے گا۔ تو کہیں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جیسا مصلح و مرشد نظر آئے گا۔ کہیں ابن جوزی جیسا علامۃ الدھر اور عاشق صادق نظر آئے گا، تو کہیں عشقِ رسول میں کفر کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے والے عاشقین صادقین جرنیل نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی نظر آئیں گے۔ اور کہیں عاشق صادق شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام مجاہد و مفکر نظر آئے گا تو کہیں علامہ جلال الدین رومی جیسا عاشق اور زہد و تقویٰ کا پیکر نظر آئے گا۔

محترم قارئین تھوڑا سا اور آگے چلیں تو ہمیں حافظ ابن تیمیہؒ جیسا مفکر اسلام اور شیخ الاسلام جیسا حوصلہ مند عاشق صادق نظر آئے گا تو کہیں ہمیں خواجہ معین الدین چشتیؒ جیسا روحانی بزرگ نظر آئے گا۔ اور کہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نظر آتے ہیں تو کہیں خواجہ فرید الدین گنج شکر نظر آتے ہیں اور کہیں حضرت علی ہجویری نظر آتے ہیں تو کہیں خواجہ نظام الدین اولیاء جیسے سلطان المشائخ نظر آتے ہیں۔ یہ عاشقین صادقین کی طویل فہرست ہے جنھوں نے اپنی تمام کی تمام زندگی عشق رسولؐ میں ہی گزار دی۔

مزید تھوڑا سا آگے چلیں تو ہمیں عاشقین صادقین کا ایک نیا سلسلہ نظر آئے گا جس میں کہیں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ جیسا مجدد نظر آتا ہے اور کہیں شاہ ولی اللہؒ جیسا محدث نظر آتا ہے۔ علماء متاخرین کاملین و عاشقین صادقین میں علماء اہلسنت دیوبند کا نام بہت نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بقول

یوں لگتا ہے کہ صحابہ کرام کی ارواح کا قافلہ جا رہا تھا ان میں سے چند ارواح کو اللہ تعالیٰ نے روک لیا اور دورِ حاضر میں پیدا کیا تا کہ امت کے آخر میں آنے والے لوگ امت کے پہلے لوگوں کی زندگیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ان عشاق کی جماعت جب حدیث کا سبق دیتی تو ایسا لگتا جیسا عسقلانی اور قسطلانی بات کر رہے ہوں۔ اور جب مسند ارشاد پر بیٹھتے تو جنید اور بایزید نظر آتے۔

ان عاشقین صادقین کی یہ حالت ہوتی تھی کہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جب حج پر تشریف لے جاتے تو دیارِ حبیب میں جوتا پہننا گوارہ نہ کرتے۔حضرت مدنیؒ کے عشق کا یہ حال تھا کہ ۱۸ سال تک اپنے پیارے محبوب کے گنبد خضریٰ کے سایہ میں حدیث کا درس دیا۔حضرت رشید احمد گنگوہیؒ کے عشق رسول کا یہ حال تھا کہ ان کے پاس تبرکات میں حجرہ نبویہ کے غلاف کا ایک ٹکڑا تھا جو کہ سبز تھا جب صندوقچہ اپنے ہاتھ سے کھولتے تو غلاف کو نکال کر اول اپنی آنکھوں سے لگاتے، پھر لوگوں کے سروں پر رکھتے عجیب عشق تھا ان حضرات کے اندر۔یہاں بھی مجھے عاشقین صادقین کی طویل داستان نظر آ رہی ہے جیسے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، مولانا خلیل احمد سہانپوریؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ، حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے جلیل القدر عاشقین صادقین ہیں جنھوں نے واقعتاً عشق رسول میں سب کچھ قربان کر دیا مگر عشق رسول کی وفا پر کبھی آنچ نہیں آنے دی۔۳۲

اے رسول امین خاتم المرسلین
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے

سید الاولین و سید الآخرین
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

حوالہ جات

۱۔ مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی، عشق رسول، فیصل آباد، مکتبۃ الفقیر ۲۲۳، س۔ن، ص ۱۱

۲۔ عشقِ رسول: محولہ بالا، ص ۱۱

۳۔ المنجد عربی/اردو، کراچی ناشر دارالاشاعت، ص ۶۵۴

۴۔ مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی، عشق رسول، فیصل آباد، مکتبۃ الفقیر ۲۲۳، ص ۲۲۔۲۳

۵۔ عشقِ رسول: محولہ بالا ، ص ۲۲۔۲۳

۶۔ القرآن الکریم : النساء: ۸

۷۔ القرآن الکریم : الاحزاب: ۷۱

۸۔ القرآن الکریم : الفتح: ۱۰

۹۔ مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی، عشق رسول، فیصل آباد، مکتبہ الفقیر ۲۲۳، ص ۴۲

۱۰۔ عشقِ رسول: محولہ بالا، ص ۴۲

۱۱۔ عشقِ رسول: محولہ بالا ، ص ۴۲

۱۲۔ القرآن الکریم : آل عمران: ۱۲۴

۱۳۔ مولانا ادریس کاندھلوی صاحب، سیرت المصطفیٰ، لاہور، مکتبہٴ عثمانیہ بیت الحمد ۳۵۳، ص ۶۳۶

۱۴۔ سیرت المصطفیٰ، محولہ بالا ، ص ۶۳۶

۱۵۔ سیر المصطفیٰ، محولہ بالا، ص ۶۳۳

۱۶۔ علامہ آلوسی، تفسیر روح المعانی، ملتان، مکتبہٴ حقانیہ، ص ۱۴۲، جلد ۵

۱۷۔ مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی، عشق رسول، فیصل آباد، مکتبۃ الفقیر ، ص ۸۶

۱۸۔ محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع الترمذی، کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ص ۲۲۱، جلد ۲

۱۹۔ عشق رسول، محولہ بالا جامع المعجزات، ص ۱۰۲

۲۰۔ اسماعیل البخاری، محمد بن صحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کتاب الجہاد والسیر ، ص ۵۶، ج ۲

۲۱۔ امام مسلم صحیح المسلم بن حجاج، کراچی، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، ص ۱۰۸، ج ۲

۲۲۔ امام ابوداؤد، ابوداؤد شریف، کتاب الطب، ص ۱۸۳، جلد نمبر ۲

۲۳۔ امام نسائی، نسائی شریف، کراچی، قدیمی کتب خانہ

۲۴۔ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، بیروت، دار الفکر، ج ۶، ص ۴۴۳

۲۵۔ ترمذی، محولہ بالا کتاب المناقب، ج ۲، ص ۲۲۱

۲۶۔ صحیح البخاری، محولہ بالا، کتاب الاستیذان جلد نمبر ۲، ص ۹۳۹

۲۷۔ محدثین عظام اوران کے علمی کارنامے مولانا تقی الدین ندوی، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ص ۶۹
(۱) کے ناظم آباد (۲) کراچی نمبر ۱۸

۲۸۔ مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی، تعارف امام ابوحنیفہ، لاہور، احمد پرنٹنگ کارپوریشن لاہور، ص ۲۷،

۲۹۔ تعارف امام ابوحنیفہ، محولہ بالا، ص ۵۱

۳۰۔ مولانا ابوالحسن ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد نمبر ۱، ج ۱، ص ۴۰

۳۱۔ امام غزالی، احیاء علوم الدین، کراچی، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ج ۱، ص ۱۶۸،

۳۲۔ عشق رسول محولہ بالا، ص ۱۴۱